101856-اقامت کہنے سے قبل یا بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کا حکم

سوال

جب مسجد میں نماز کے لیے اقامت ہو رہی ہو تو مجھے کیا کہنا چاہیے، اور کیا یہ موقع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کے مواقع میں شامل ہوتا ہے ؟

پسندیدہ جواب

اذان اور اقامت کے باب میں دو مسئلے
بہت اہم ہیں ان کا بیان کرنا اور ان میں فرق کرنا بہت ضروری ہے :

پہلا مسئلہ :

کیا اقامت کہنے والے شخص کے لیے
اقامت سے قبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا مستحب ہے ؟

بعض متاخرین فقہاء شافعیہ کا قول ہے،
اور اسے زین الدین بن عبدالعزیز الملیباری متوفی (978ھ) نے اپنی کتاب "فتح
المعین" میں اسے ذکر کیا اور شرح الوسیط میں امام نووی کی طرف منسوب کیا ہے.

اور اعانۃ الطالبین میں سید بکری
دمیاطی المتوفی (1302ھ) کا قول ہے :

"اذان اور اقامت سے قبل نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا مسنون ہے" انتہی

دیکھیں : اعانۃ الطالبین (280/1).

لیکن فقہاء شافعیہ میں سے شیخ علی
الشبر الملسی متوفی (1078ھ) نے نھایۃ المحتاج کے حاشیہ میں بعض فقہاء شافعیہ سے
نقل کرتے ہوئے اس قول کو امام نووی کی طرف نسبت کی نفی کی ہے، ان کا کہنا ہے کہ سرح
الوسیط میں لکھنے میں غلطی ہوئی ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ اقامت کے بعد کے الفاظ ہیں
نہ کہ اقامت سے قبل" انتہی

نھایۃ المحتاج (432/1).

اس قول کا استدلال ممکن ہے معجم
الاوسط للطبرانی کی درج ذیل حدیث کیا گیا ہو :

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان
کرتے ہیں کہ جب بلال رضی اللہ تعالی عنہ نماز کے لیے اقامت کہنا چاہتے تو السلام
علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، الصلاۃ رحمک اللہ کے الفاظ کہتے"

لیکن اس کی سند میں ایک راوی جس کا
نام عبداللہ بن محمد بن المغیرۃ بہت ہی زیادہ ضعیف راوی ہے جو منکرات اور موضوعات
روایات کرتا ہے، لسان المیزان میں اس کے حالات کے متعلق لکھا ہے :

ابو حاتم کہتے ہیں لیس بقوی یہ قوی
نہیں، اور ابن یونس نے اسے منکر الحدیث کہا ہے، اور ابن عدی کہتے ہیں اس کی عام
مرویات کی متابعت نہیں کی جائیگی، امام نسائی کہتے ہیں اس نے ثوری اور مالک بن مغول
سے ایسی احادیث روایت کی ہیں وہ دونوں اس لائق تھے کہ وہ یہ احادیث بیان نہ کریں،
اور العقیلی نے اسے ضعفاء میں ذکر کیا اور کہا ہے یہ ایسی احادیث بیان کرتا ہے جس
کی اصل نہیں ہیں" انتہی

دیکھیں : لسان المیزان (332/3).

اس لیے شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس
حدیث پر کذب اور موضوع ہونے کا حکم لگایا ہے دیکھیں : السلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ
والموضوعۃ (891).

پھر علامہ البانی رحمہ اللہ کہتے
ہیں :

"یہ حدیث اس بدعت کی اصل اصیل ہے جو
ہم نے شمالی علاقوں حلب اور ادلب وغیرہ میں دیکھی وہ بدعت یہ ہے کہ اقامت سے قبل
بلند آواز سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلاۃ وسلام پڑھی جاتی ہے اور یہ بھی
دوسری بدعات کی طرح ہی ہے جو اذان کے بعد بلند آواز سے کی جاتی ہیں اور محقق علماء
کرام اس کے بدعت ہونے کو بیان بھی کر چکے ہیں.

اگر تسلیم کر لیا جائے کہ یہ حدیث
صحیح ہے تو حدیث سے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجرہ شریف
میں ہوتے اور بلال رضی اللہ تعالی عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتانے کے لیے
جاتے کہ وہ اقامت کہنا چاہتے ہیں تاکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے
تشریف لائیں، یا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اقامت کی آواز نہیں سنتے تھے تو
بلال رضی اللہ تعالی عنہ آپ کو خبر دیتے تھے " انتہی

تو صحیح یہ ہے کہ اقامت سے قبل نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا مستحب نہیں جیسا کہ لوگوں کی عادت بن چکی
ہے، کیونکہ نہ تو یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نہ ہی صحابہ کرام سے اس کا
ثبوت ملتا ہے، اور سنت کی بجائے یہ بدعت کے زیادہ قریب ہے.

اور محقق شافعیہ نے بھی اس کا انکار
کیا ہے :

ابن حجر الھیتمی رحمہ اللہ سے دریافت
کیا گیا :

کیا امام احمد رحمہ اللہ نے اقامت کے
شروع میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا مستحب بیان کیا ہے ؟

ابن حجر کا جواب تھا :

"میں نے تو کسی کو بھی نہیں دیکھا
جو اقامت کی ابتدا میں درود کو مندوب قرار دیتا ہو، بلکہ ہمارے آئمہ نے جو بیان کیا
ہے وہ یہ ہے کہ درود و سلام اذان کی طرح اقامت کے بعد مسنون ہے، اور پھر اس کے بعد
اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ مکمل دعا پڑھنا.... (پھر انہوں نے حسن بصری وغیرہ سے
سابقہ آثار ذکر کیے ہیں) " انتہی

دیکھیں : الفتاوی الفقھیۃ الکبری (1
/129).

اور ایک مقام پر کہتے ہیں :

"ہم ان احادیث میں اذان سے قبل اور
نہ ہی محمد رسول اللہ کے بعد درود پڑھنے کے متعلق کچھ نہیں پاتے، اور ہماری رائے کے
مطابق ہمارے آئمہ کی کلام میں بھی اس کا کوئی ذکر نہیں ملتا، تو پھر ان دونوں مذکور
جگہوں میں جس نے بھی اس مخصوص جگہ درود پڑھنے کو سنت سمجھ کر عمل کیا اسے ایسا کرنے
سے منع کیا جائیگا؛ کیونکہ یہ بغیر کسی دلیل کے مشروع کیا جا رہا ہے، اور جو شخص
بغیر کسی دلیل کے کوئی عمل مشروع قرار دے اسے ایسا کرنے سے ڈانٹا اور منع کیا جائیگا
" انتہی

دیکھیں: الفتاوی الفقھیۃ الکبری (1
/131).

اس مسئلہ کے متعلق مزید آپ سوال نمبر
(22646) کے جواب کا مطالعہ ضرور
کریں.

دوسرا مسئلہ:

کیا اقامت کہنے اور سننے والے شخص کے
لیے اقامت کے بعد درود پڑھنا مستحب ہے؟

جمہور اہل علم عبد اللہ بن عمر بن
عاص رضی اللہ تعالی عنہ کی درج ذیل حدیث سے استدلال کرتے ہوئے اس کے مستحب ہونے کے
قائل ہیں:

عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ
تعالی عنہما بیان کرتے ہیں انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے
سنا:

"جب تم موذن کو اذان دیتے ہوئے سنو
تو تم بھی اسی طرح کہو اور پھر مجھ پر درود پڑھو کیونکہ جو شخص بھی مجھ پر درود پڑھتا
ہے اللہ تعالی اس کے بدلے اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، پھر تم میرے لیے اللہ
تعالی سے وسیلہ طلب کرو کیونکہ یہ وسیلہ جنت میں ایسا مقام اور مرتبہ ہے جو اللہ کے

بندوں میں سے صرف ایک بندے کو ملے گا، اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں، جس نے
بھی میرے لیے وسیلہ طلب کیا اس کے لیے شفاعت حلال ہوگئی"

صحیح مسلم حدیث نمبر (384).

فتح الباری میں ابن رجب کا قول ہے :

"قولہ : "جب تم مؤذن کو سنو" اس
میں اذان اور اقامت دونوں شامل ہیں؛ کیونکہ یہ دونوں ہی اذان کے لیے نداء اور بلاوا
ہیں جو مؤذن کی جانب سے صادر ہوتی ہیں" انتہی

دیکھیں : فتح الباری (457/3).

ان کا کہنا ہے بعض صحابہ اور تابعین
کے صریح قول میں بھی یہ وارد ہوا ہے :

ابن سنی نے "عمل الیوم واللیلۃ"
میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے کہ :

"جب مؤذن اقامت کہتا تو ابوہریرہ
رضی اللہ تعالی اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ وھذہ الصلاۃ القائمۃ صلی اللہ علی محمد
وآتہ سؤلہ یوم القیامۃ کے الفاظ کہتے تھے"

دیکھیں : عمل الیوم واللیلۃ حدیث
نمبر (105).

اور مصنف عبدالرزاق میں ایوب اور
جابر جعفی سے مروی ہے وہ دونوں کہتے ہیں :

"جس نے اقامت کے وقت "اللھم رب ھذہ
الدعوۃ التامۃ والصلاۃ القائمۃ اعط سیدنا محمد الوسیلۃ وارفع لہ الدرجات کے الفاظ
کہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کے لیے شفاعت ثابت ہوگئی"

دیکھیں : مصنف عبدالرزاق (496/1).

اورالدینوری نے "المجالسۃ وجواھر
العلم "میں یوسف بن اسباط سے روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں :

مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جب اقامت
کہی جائے اور مسلمان "اللھم رب ھذہ الدعوۃ المستمعۃ المستجاب لھا صلی علی محمد و
علی آل محمد وزوجنا من الحور العین " کے الفاظ نہ کہے تو حوریں کہتی ہیں : یہ ہمارے
بارہ میں زہد رکھتا ہے " انتہی

دیکھیں : المجالسۃ وجواھر العلم (60
).

اسی لیے ابن قیم رحمہ اللہ نے "جلاء
الافہام "میں فصل باندھتے ہوئے کہا ہے :

چھٹی جگہ جہاں درود پڑھا جائیگا وہ
مؤذن کا جواب دینے کے بعد اور اقامت کے وقت ہے ، پھر انہوں نے عبد اللہ بن عمرو کی
حدیث اور بعض سابقہ آثار ذکر کیے ہیں ، اور حسن بصری تک اپنی سند کے ساتھ حسن بن
عرفہ کی روایت بھی ذکر کی ہے کہتے ہیں :

"جب مؤذن "قد قامت الصلاۃ " کہے تو
وہ جواب میں اللھم رب ھذہ الدعوۃ الصادقۃ والصلاۃ القائمۃ ، صلی علی محمد عبدک و
رسولک وابلغہ درجۃ الوسیلۃ فی الجنۃ "کہے تو وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت
سے جنت میں داخل ہوگا "

دیکھیں : جلاء الافہام (372–373).

اور ابن ابی شیبہ نے بھی مصنف ابن
ابی شیبہ میں حکم اور حسن بصری سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے دیکھیں : مصنف ابن ابی
شیبہ (124/7).

اور مستقل فتاوی کمیٹی کے فتاوی جات
میں درج ہے :

"سنت یہ ہے کہ اقامت سننے والا بھی
اسی طرح کہے جس طرح اقامت کہنے والا کہہ رہا ہے؛ کیونکہ یہ دوسری ندا اور اذان ہے
لہذا اس کا بھی جواب اسی طرح ہو گا جس طرح اذان کا جواب دیا جاتا ہے، اور سننے والا
اقامت کہنے والے کے قول: حی علی الصلاۃ حی علی الفلاح کے جواب میں لا حول ولا قوۃ
الا باللہ کہے گا، اور قد قامت الصلاۃ کی جگہ پر بھی اسی طرح قد قامت الصلاۃ ہی
کہے گا، اور اقامھا اللہ و ادامھا کے الفاظ نہیں کہے گا کیونکہ جس حدیث میں یہ الفاظ
وارد ہیں وہ ضعیف ہے بلکہ صحیح حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے
کہ:

جس طرح مؤذن کہے تم بھی اسی طرح کہو"

اور یہ اذان اور اقامت کے لیے عام
ہے؛ کیونکہ دونوں کو اذان کہا جاتا ہے.

پھر اقامت میں لا الہ اللہ کے بعد
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور یہ دعا پڑھے: اللھم رب ھذہ الدعوۃ
التامۃ والصلاۃ القائمۃ.... الخ جس طرح اذان کے بعد پڑھی جاتی ہے.

ہمارے علم کے مطابق تو اس کے علاوہ
اقامت اور نماز کی تکبیر تحریمہ کے مابین کوئی اور دعا کرنا مشروع نہیں" انتہی

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث
العلمیۃ والافتاء (6/89–90).

اور مجموع فتاوی ابن باز میں درج ہے:

"اذان یا اقامت کی دعا سے فارغ ہونے
کے بعد مجھے تو کچھ یاد نہیں جو کہنا چاہیے، صرف اتنا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم نے لوگوں کے لیے یہ مشروع کیا ہے کہ وہ مؤذن کی اذان اور اقامت کا جواب دیں،
اور اذان اور اقامت کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کے بعد یہ
دعا پڑھے:

"

اللھم رب ہذہ الدعوۃ التامۃ والصلاۃ

القائمة آت محمدا الوسيلة والفضيلة وابعثه مقاما محمودا الذي وعدته
"اسے بخاری نے صحیح بخاری میں روایت کیا ہے" انتہی

دیکھیں : مجموع فتاوی الشیخ ابن باز (
.(347/10

مزید تفصیل کے لیے آپ مغنی المحتاج (
329/1) اور حاشیۃ الجمل (309/1) اور الموسوعۃ الفقھیۃ (14/6) اور الثمر
المستطاب (214–215) کا مطالعہ کریں۔

دوسرا قول : اقامت کہنے والے کا جواب
دینا مستحب نہیں بعض احناف کا بالجزم یہی قول ہے، اور بعض مالکیہ بھی یہی کہتے ہیں.

دیکھیں : رد المختار (71/2).

الشیخ رزوق کہتے ہیں :

"اقامت کا جواب نہ دے" اھ

دیکھیں : مواہب الجلیل (132/2).

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ بھی اسے
اختیار کرتے ہوئے کہتے ہیں :

"اقامت کا جواب دینے کے متعلق ابو
داود نے ایک حدیث روایت کی ہے لیکن وہ حدیث ضعیف ہے اس سے حجت قائم نہیں ہو سکتی،
راجح یہی ہے کہ اقامت کی متابعت یعنی جواب نہیں ہے" انتہی

دیکھیں : مجموع فتاوی الشیخ ابن
عثیمین (318/1) اور الشرح الممتع (318/1) طبع مصریہ.

اور حدیث "ہر دو اذانوں کے درمیان
نماز ہے" میں اقامت کو غالب اعتبار سے اذان کہا گیا ہے، ہمیں کہیں بھی نہیں ملا کہ
اکیلا اور مفرد طور پر اقامت کو اذان کہا گیا ہو.

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"شارحین کہتے ہیں کہ یہ اغلبیت کے
اعتبار سے ہے جس طرح وہ سورج اور چاند کو قمرین کا نام دیتے ہیں . . . . "

اور شیخ بکر ابو زید حفظہ اللہ کہتے
ہیں :

"کسی بھی صحیح اور صریح حدیث میں
نہیں ملتا کہ اقامت سننے والا اقامت کا جواب دے جس طرح اذان سننے والے کو اذان کا جواب دینا ہوتا ہے ، اور موذن کی اذان کا جواب دینے والی عمومی احادیث میں اس کو شامل ہونا مسلّم نہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تفصیلی تعلیم صرف اذان کے جواب پر منطبق ہوگی " انتہی

دیکھیں : تصحیح الدعاء (394) اور
مزید آپ سامی بن فراج الحازمی کی کتاب " احکام الاذان والنداء والاقامۃ " (441–443) کا بھی مطالعہ کریں .

واللہ اعلم .